اسلام میں خواتین کا مقام اور پردہ

حافظ محمد اسحاق زاہد

﴿ایک عرصہ سے مغربی ذرائع ابلاغ اور مغرب زدہ افراد اور تنظیموں کی طرف سے مسلسل یہ پروپیگنڈہ کیا جارہاہے کہ اسلام نے عورت کو کچھ نہیں دیااور اسے اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیاہے۔حالانکہ یہ محض ایک جھوٹ ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔کیونکہ عورت کو جو مقام اسلام نے دیاہے وہ اسے کسی دوسرے مذہب سے نہیں ملا۔درج ذیل سطور میں ہم ان کے اس جھوٹے دعوے کا جائزہ لیں گے اوز جاہلیت کے زمانے کی عورت اور خاتونِ اسلام کے درمیان ایک موازنہ پیش کریں گے تاکہ یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو جائے کہ پہلے عورت کتنی حقیر سمجھی جاتی تھی اور اسلام نے اسے کتنابڑا مقام عطاکیا۔﴾

لڑکی کا وجود عار تصور کیا جاتا:

اسلام سے پہلے لڑکی کا وجود عار تصور کیا جاتا اور اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ * يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾[النحل:58،59]

اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتاہے، جو بری خبر اسے دی گئی ہے اس کی وجہ سے لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے۔سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت ورسوائی کے باوجود اپنے پاس رکھے، یا اسے زندہ درگور کر دے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی حالت کو بیان فرمایا ہے کہ ان میں سے کسی کو جب اس کے گھر میں بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی تو اس کا چہرہ کالا سیاہ ہو جاتا اور مارے شرم کے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا۔ اور غم میں نڈھال ہو کر سوچتا رہتا کہ اب اس لڑکی کے وجود کو ذلت و رسوائی کے ساتھ برداشت کرلے یا اسے زندہ در گور کر دے۔

امام بغویؒ کہتے ہیں :

" عرب میں یہ رواج عام تھا کہ جب کسی کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی اور وہ اسے زندہ باقی رکھنا چاہتا تو اسے اونی جبہ پہنا کر اونٹوں اور بکریوں کو چرانے کے لئے دور دراز بھیج دیتا۔ اور اگر اسے مارنا چاہتا تو وہ جب 6 سال کی ہو جاتی تو کسی جنگل میں ایک گڑھا کھودتا، پھر گھر آکر اپنی بیوی سے کہتا کہ اسے خوب اچھا لباس پہنا دو تاکہ وہ اسے اس کے ننھیال (یا اس کے دادا دادی) سے ملا لائے۔ پھر جب اس گڑھے تک پہنچتا تو اسے کہتا: اس گڑھے کے اندر دیکھو، چنانچہ وہ اسے دیکھنے کے لئے جھکتی تو یہ اسے پیچھے سے دھکا دے دیتا وہ اس میں گر جاتی اور یہ اس کے اوپر مٹی ڈال دیتا۔" [معالم التنزیل: ج 5 ص 25]

یہ تو تھا زمانہ جاہلیت میں کسی عورت کا مقام کہ اس کا وجود ہی عار تصور کیا جاتا اور اسے زندہ در گور کر دیا جاتا۔ جبکہ اسلام نے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو باعث برکت قرار دیا اور اسے زندہ در گور کرنا حرام کر دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ

[بخاری: الاستقراض باب ما ینہی عن إضاعة المال، 2408، مسلم: الأقضية باب النہی عن كثرة المسائل، 1715]

" اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا حرام کر دیا ہے۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ بُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

[بخاری: الأدب باب رحمة الولد وتقبيله، 5995، مسلم: البر والصلة باب فضل الإحسان إلى البنات، 2629]

" جس شخص کو ان بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پھر وہ ان سے اچھائی کرتا ہے، تو یہ اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔"

اس حدیث میں ' اچھائی ' سے مراد ہر قسم کی اچھائی ہے۔ یعنی اس کی پرورش اچھی طرح سے کرے، اس سے اچھا سلوک کرے اور اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام اچھے انداز سے کرے۔ پھر جب وہ جوان ہو جائے تو اس کی شادی کے لئے ایک اچھے اور پابندِ اسلام خاوند کا انتخاب کرے۔

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ[مسلم:2631]

" جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں، تو وہ اور میں قیامت کے دن ایسے ہونگے جیسے میری یہ انگلیاں ہیں۔"

اور سنن ترمذی وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ یوں ہیں:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ

[الترمذی: البر والصلۃ باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات، 1914، وھو فی الصحیحۃ، 297، وفی صحیح الترمذی للألبانی: ج2ص179]

" جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی، وہ اور میں جنت میں ایسے داخل ہونگے جیسے میری یہ دو انگلیاں ہیں۔"

ماں کا درجہ:

عورت اگر ماں ہو تو اسلام نے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد سب سے پہلے ماں باپ کا حق بیان کیا ہے پھر دوسروں کے حقوق کا تذکرہ کیا ہے۔ اور بار بار ان سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی ہے اور انھیں جھڑکنے حتی کہ اف تک کہنے سے منع فرمایا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے سوال کیا کہ:

لوگوں میں سب سے زیادہ کون اچھے سلوک کا مستحق ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری ماں۔ اس نے کہا: پھر کون؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری ماں! اس نے کہا: پھر کون؟ تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری ماں! اس نے کہا: پھر کون؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارا باپ۔

[بخاری: الأدب باب من أحق الناس بحسن الصحبة: 5971، مسلم: 2548]

اس کے علاوہ اور کئی احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن میں خصوصاً ماں کا حق نمایاں کر کے بیان کیا گیا ہے۔

بیوی کے حقوق:

اور عورت اگر بیوی ہو تو اسلام نے اس کے حقوق کی بھی پاسداری کی ہے اور اس کے چند حقوق درجِ ذیل ہیں:

1: نکاح کے لئے اجازت طلبی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ

"کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے مشورہ نہ کر لیا جائے اور کسی کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔"

"صحابہ کرامؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہو گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی خاموشی اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔"

[بخاری: النکاح باب لا ینکح الأب وغیرہ، 5136]

2: مہر کی ادائیگی:

فرمانِ الٰہی ہے:

{وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً}[النساء: 4]

" اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دو۔"

3: نان ونفقہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدانِ عرفات میں صحابہ کرامؓ کے جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ ---وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

"تم عورتوں کے متعلق اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے اور انھیں اللہ کے کلمہ کے ساتھ اپنے لئے حلال کیا ہے۔ اور تمھارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔۔۔۔۔۔ اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انھیں معروف طریقے کے مطابق کھانا اور لباس مہیا کرو۔"

[مسلم: الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۲۱۸، ابن حبان: 1457]

4: معروف طریقے کے مطابق بود وباش:

فرمان الٰہی ہے:

{ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا } [النساء : 19]

"اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود وباش رکھو، گو تم انھیں ناپسند کرو لیکن عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی کر دے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي

"تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو اور میں تم سب کی نسبت اپنے اہل کے لئے زیادہ بہتر ہوں۔"

[ترمذی: المناقب باب فضل أزواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، 3895، ابن ماجہ: 1977، ابن حبان، 4177 وہو فی صحیح الجامع۔ 3314 والصحیحۃ۔ 285]

5: بیوی کا حق بھی خاوند کے حق کی طرح ہے:

فرمان الٰہی ہے:

{وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ}

" اور معروف طریقے کے مطابق عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں، ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔" [البقرۃ: 228]

6: بیویوں میں عدل وانصاف:

فرمان الٰہی ہے:

{ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلاَّ تَعُوْلُوْا } [النساء : 3]

لیکن اگر تمھیں یہ خوف ہو کہ تم ان میں عدل و انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے، یا تمھاری ملکیت کی لونڈی۔ یہ اس اعتبار سے زیادہ مناسب ہے کہ تم بے انصافی کے مرتکب نہیں ہو گے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلٰى أَحَدِهِمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ

[ابوداؤد: النکاح باب فی القسم بین النسائ، 2133، الترمذی: النکاح باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر، 1141، صححہ الألبانی فی صحیح ابی داؤد ج۲ ص400]

جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک ہی کی طرف مائل ہوا (اور دوسری کو نظر انداز کر دیا) تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ ایک پہلو پر جھکا ہو گا۔

7: موت کے بعد بھی بیوی سے وفا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی پر کبھی اتنی غیرت نہیں آئی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی حالانکہ میں نے انھیں نہیں دیکھا تھا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثرو بیشتر اس کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ اور بعض اوقات بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے کچھ ٹکڑے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی بھیجا کرتے۔ اس پر میں کبھی کبھی یہ بھی کہہ دیتی کہ شاید دنیا میں اور کوئی عورت ہے ہی نہیں سوائے خدیجہؓ کے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اس کے یہ یہ فضائل تھے اور میری اولاد بھی اسی سے ہوئی۔

[بخاری: مناقب الأنصار باب تزویج النبی خدیجۃ وفضلہا 3818، مسلم: 2437]

بیٹی، ماں اور بیوی کے حقوق کے متعلق قرآن وحدیث کی جو نصوص ہم نے ذکر کی ہیں ایک طرف انھیں سامنے رکھیں اور دوسری جانب زمانہ جاہلیت کی عورت کی حالت بھی مد نظر رکھیں۔ اس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ اسلام نے عورت کو معاشرے میں کتنا بڑا مقام دیا ہے اور اس کی کس طرح سے تکریم اور عزت افزائی کی ہے۔

زمانہ جاہلیت کی عورت وراثت سے محروم تھی:

زمانہ جاہلیت میں لوگ صرف مردوں کو وراثت کا حقدار سمجھتے تھے اور عورتوں اور بچوں کو اس سے محروم رکھا جاتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَلِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴾ [النساء: ٧]

والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا حصہ ہوتا ہے اور والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں عورتوں کا بھی حصہ ہوتا ہے، چاہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

تو اسلام نے عورت کو بھی وراثت کا حقدار قرار دیا اور اسے اس سے محروم نہیں کیا۔ اور ترکہ میں عورت کو کتنا حصہ دیا گیا ہے اس کی تفصیل سورۃ النساء کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔

باپ کی بیوی کو اس کی موت کے بعد حلال سمجھا جاتا تھا:

زمانۂ جاہلیت میں ایک بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی (اپنی سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیتا تھا۔ جبکہ اسلام نے اسے حرام کر دیا اور اسے بدکاری، غضب کا موجب اور بدترین شیوہ قرار دیا۔

فرمان الٰہی ہے:

وَلاَ تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلاً [النساء:22]

اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمھارے باپوں نے نکاح کیا ہے، مگر جو گزر چکا ہے۔ یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب اور بڑی بری راہ ہے۔

تو یہ بھی اسلام میں عورت کی تکریم کی ایک واضح دلیل ہے۔

دو بہنوں سے بیک وقت نکاح:

زمانۂ جاہلیت میں دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا درست تھا جب کہ اسلام نے اسے حرام قرار دے دیا۔

فرمان الٰہی ہے:

{ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ...وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إَلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ }[النساء:23]

تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمھاری مائیں... اور دو بہنوں کو (ایک شخص کے نکاح میں) جمع کرنا بھی حرام ہے، الا یہ کہ جو (عہدِ جاہلیت میں) گزر چکا۔

ایامِ حیض میں عورت کو الگ تھلگ کر دیا جاتا:

زمانۂ جاہلیت میں عورت کے مخصوص ایام شروع ہوتے تو اسے بالکل الگ تھلگ کر دیا جاتا۔ اس کا خاوند نہ اس کے ساتھ کھاتا اور نہ اسے اپنے بستر پر آنے دیتا۔ جبکہ اسلام نے عورت کے ساتھ اس ناروا سلوک کو ناجائز قرار دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہراتؓ کے مخصوص ایام میں ان کے ساتھ کھاتے پیتے، ان سے خدمت لیتے اور ان کے ساتھ آرام فرماتے۔ صرف ایک چیز جسے اسلام نے ان ایام میں حرام قرار دیا وہ ہے بیوی سے صحبت، اس کے علاوہ باقی تمام معاملات کو جائز قرار دیا گیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے (جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتیں) تہ بند سے اوپر مباشرت کرتے تھے۔[مسلم:294]

اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ:

میں حیض کی حالت میں ایک برتن سے پانی پیتی پھر وہی (بچا ہوا) پانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی تو آپؐ بھی برتن کی اسی جگہ پر منہ رکھ کر پانی پیتے جہاں سے میں نے پانی پیا ہوتا۔ اور حیض ہی کی حالت میں کھانے کے دوران میں اپنے دانتوں کے ساتھ ایک ہڈی سے کچھ گوشت توڑتی پھر وہی ہڈی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتی تو آپ بھی اسی جگہ پر منہ رکھ کر گوشت توڑتے جہاں سے میں نے توڑا ہوتا۔[مسلم:300]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: یہودیوں میں جب کوئی عورت مخصوص ایام میں ہوتی تو وہ اپنے گھروں میں نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ ہی اس سے مجامعت کرتے۔ تو صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

{ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ... الخ}

اور وہ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں، تو آپؐ انہیں بتا دیجئے کہ وہ گندگی ہے لہٰذا حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔(البقرة: 222)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ

"تم سب کچھ کر سکتے ہو سوائے ہم بستری کے۔" [مسلم:302]

مذکورہ بالا 5 نکات کی روشنی میں آپ کو خوب اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔ اس لئے مغربی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر قطعاً اس احساس میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ اسلام نے عورت کو محروم کر دیا ہے اور اس سے اس کے بنیادی حقوق سلب کر لئے ہیں۔ یہ محض ایک افتراء اور جھوٹ ہے جس کی حقیقت پچھلے صفحات میں کھل چکی ہے اور خواتین

اسلام کو یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیے کہ یہ جو اسلام نے انھیں پردہ کرنے، اپنی نظریں جھکانے، گھر سے بغیر ضروری حاجت کے نہ نکلنے اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ صرف اور صرف انہی کی عزت و حرمت کے تحفظ کے لئے ہے اور اس میں انہی کی خیر و بھلائی مقصود ہے۔

مزیدبرآں:

گزشتہ صفحات میں اگرچہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جو مقام و مرتبہ اسلام نے عورت کو دیا ہے اور جس طرح اسلام نے اس کی عصمت کے تحفظ کے لئے قوانین اور ضابطے وضع کئے ہیں، ایسا کسی اور دین میں نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنی ماؤں بہنوں کے مزید اطمینان کے لئے عرض کرتے ہیں کہ عبادات کے اجر و ثواب کا اور جنت کی نعمتوں کا جہاں مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے وہاں عورتوں کو بھی یکساں طور پر اس میں شریک کیا گیا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

{ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ}[آل عمران :195]

پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ضائع نہیں کرتا، تم سب آپس میں برابر ہو۔

یعنی اجر و ثواب میں تمھارے درمیان مساوات ہے اور مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں۔

اور فرمایا:

{ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ}

جو کوئی مرد یا عورت نیک کام کرے گا، بشرطیکہ با ایمان ہو، ہم اسے یقینی طور پر پاکیزہ اور عمدہ زندگی عطا کریں گے اور انھیں ان کے اعمال سے زیادہ اچھا بدلہ دیں گے۔ [النحل:97]

اور سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا} [الأحزاب : 35]

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

عورت کے لیے بعض احکامات میں رخصت:

اسلام نے عورت کی فطری کمزوریوں اور اس کی بعض مجبوریوں کے پیشِ نظر اسے کئی احکامات میں رخصت بھی دی ہے۔ مثلاً:

1۔ حیض و نفاس کے ایام میں خاتونِ اسلام کو نماز اور روزے معاف ہیں۔

2۔ حیض و نفاس کے مخصوص ایام میں جو نمازیں رہ جاتی ہیں ان کی قضا بھی نہیں ہے، صرف روزوں کی قضا لازم ہے۔

3۔ حمل اور رضاعت کے ایام میں عورت کو روزے قضا کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔

4۔ حالتِ حیض میں طوافِ وداع جو کہ واجباتِ حج میں سے ہے،' معاف ہو جاتا ہے۔

یہ رخصتیں بھی اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام نے عورت کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا اور نہ ہی اس پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ اس کی فطری مجبوریوں کا خیال رکھا گیا ہے اور اسے اس کی طاقت سے زیادہ کسی امر کا مکلف نہیں کیا گیا۔ سو خواتینِ اسلام کو بھی ان اسلامی

تعلیمات کو بسر و چشم قبول کر لینا چاہیے جو کہ خود انہی کی عصمت کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

عورت کے تحفظ کے لئے اسلام کے چند مخصوص احکام:

وہ مسلمان خواتین و حضرات جنہیں اس بات پر یقین کامل ہے کہ ان کی کامیابی و کامرانی دینِ الٰہی کو مضبوطی سے تھامنے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینے اور پاکیزگی، پاکدامنی اور حیا و غیرت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ہے، انھیں ایک عرصے سے 'نئے عالمی نظام' کے ان خطرناک پروگراموں کا سامنا ہے جو حق و باطل، معروف و منکر، اچھے اور برے اور مسلمان اور کافر کے درمیان فرق ختم کر دینے کے اصولوں پر بنائے گئے ہیں۔ انہی پروگراموں میں سے سب سے خطرناک پروگرام مسلمان خاتون کو حیا، عزت اور غیرت کے محفوظ مقامات سے نکال کر فتنوں کی سیڑھیوں پر لا کھڑا کرنا اور اسلامی معاشرے میں بے حیائی، عریانی اور بے غیرتی کو عام کرنا ہے۔ اور حقوقِ نسواں، آزادیِ خواتین اور مردوں سے ان کی مساوات کے گمراہ کن دعووں کے ساتھ مغرب زدہ لوگوں کے ذریعے ایسے افکار کو پھیلانا ہے جن کے خطرناک نتائج خود مغربی معاشرہ پہلے ہی بھگت چکا ہے اور اب تباہی و بربادی کے کنارے پر پہنچ چکا ہے۔

یہ زہریلے افکار کہیں طاقت کے ذریعے اور کہیں بھاری بھر کم مالی امداد کا لالچ دے کر اور کہیں پرانے قرضے معاف کرنے اور نئے قرضے فراہم کرنے کی ترغیب دلا کر۔ الغرض یہ کہ تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے انہیں نہ صرف پھیلایا جا رہا ہے بلکہ ان پر عمل کروایا جا رہا ہے اور ان کا نقطۂ آغاز سرکاری و غیر سرکاری سکول ہیں، جہاں نونہال بچوں اور بچیوں کی اس طرح سے تربیت کرنا مقصود ہے کہ وہ جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھیں تو ان میں عفت، پاکدامنی، حیا اور غیرت نام کی کوئی چیز موجود نہ ہو۔ اس کے علاوہ ذرائع ابلاغ اور الیکٹرانک میڈیا کو تو ایسے لگتا ہے کہ بس اسی مشن کی ترویج کے لئے ہی مسخر کر دیا گیا ہے جس سے بے حیائی کا ایسا طوفان امڈ آیا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ جرائد و مجلات کے اولیں صفحات پر نیم عریاں تصویریں اور ان کے اندر عشق و محبت کی سراسر جھوٹی اور گمراہ کن داستانیں، ٹی وی کی سکرین پر ہونے والا ننگا ناچ، مختلف ثقافتی پروگراموں میں خواتین کے حسن کی نمائش اور انٹرنیٹ پر مرد و زن کی برہنہ تصاویر وغیرہ۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو شرم و حیا اور غیرت کا مذاق اڑا رہی ہیں۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

اس لئے ان خواتین کو بیدار کرنا چاہیے جو مغرب سے درآمد شدہ باطل اور گمراہ کن افکار اور فتنوں کے طوفان سے متاثر ہو چکی ہیں اور انھیں یاد دلانا چاہیے کہ دنیا و آخرت میں ان کی بھلائی دینِ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ اور ان کی کامیابی و کامرانی اسلام کے ان ضابطوں اور اصولوں کو عملی جامہ پہنانے میں ہے جو کہ خود انہی کے تحفظ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

{ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُّبِيْنًا} [الأحزاب:36]

اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جو نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

اور اسی طرح ان مسلمان بھائیوں کو بھی جگانا چاہیے جنہوں نے مغرب زدہ ذرائع ابلاغ کے لائے ہوئے طوفانِ بد تمیزی سے متاثر ہو کر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے کہ وہ جو چاہیں دیکھیں اور جو چاہیں سنیں اور جب چاہیں اور جیسے چاہیں اپنے گھروں سے باہر چلی جائیں اور جس سے چاہیں ملاقاتیں کرتی رہیں۔ انہیں یاد دلانا چاہیے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ذمہ دار ہیں اور قیامت کے روز ان سے ان کی اس ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا، وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا...فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔ لہذا وقت کا حکمران ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کی ذمہ داری کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا... سو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

[بخاری: الجمعة باب الجمعة فی القری والمدن: 893، مسلم: 1829]

لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس ذمہ داری کا احساس کر کے اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو ان اسلامی تعلیمات کا پابند بنائیں جو کہ ان کے تحفظ کے لئے مشروع کی گئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

گھروں میں استقرار

مرد وزن کا اختلاط حرام

بے پردگی حرام ہے

پردہ کرنا فرض ہے ۔

گھروں میں استقرار:

خواتین اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو خاص ضابطے مقرر کئے ہیں ان میں سے ایک اہم ضابطہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں ہی میں ٹھہری رہیں اور بغیر ضروری حاجت کے گھروں سے باہر نہ جائیں۔

فرمان الٰہی ہے:{ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ...}[الاحزاب:33]

" اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کا دائرۂ عمل گھر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے مسجد میں با جماعت نماز، جمعہ اور جہاد جیسی اہم عبادات سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اور اکیلے سفر کرنے سے اسے منع کر دیا گیا ہے۔ بلکہ حج بیت اللہ جیسے اہم فریضۂ الٰہی کی ادائیگی کے لئے بھی سفر کرنے کی صرف اس صورت میں اسے اجازت دی گئی ہے کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم موجود ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ بنیادی طور پر عورت کی جائے قرار اس کا گھر ہے اور بغیر ضروری حاجت کے گھر سے نکلنا اس کے لئے درست نہیں ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا

[ابن حبان :ج 12 ص 413 : 5599 وصحح إسناده الأرناؤط. وأخرج الجزء الأول منه الترمذی : 1773 وصحح إسناده الشيخ الألبانی فی المشكوٰة :3109]

خاتون ستر (چھپانے کی چیز) ہے، اس لئے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں رہتا ہے اور وہ اپنے رب کی رحمت کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔

گھر چونکہ عورت کا اصل مقر ہے اس لئے کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اجازت طلب کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ گھروں کی عزت و حرمت محفوظ رہے اور شکوک و شبہات پیدا نہ ہوں۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی آنکھ پھوڑنے کی اجازت دی ہے جو بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں جھانک کر دیکھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں گھر اور چاردیواری کی حرمت کا تحفظ کتنی اہمیت کا حامل ہے۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی اس نماز کو افضل قرار دیا ہے جو کہ وہ اپنے گھر کے اندر ادا کرے۔ چنانچہ: حضرت ام حمیدؓ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مسجد نبویؐ میں) نماز پڑھنے کی رغبت ظاہر کی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن گھر میں نماز پڑھنا تمھارے لئے بہتر ہے۔

[احمد ج6ص371، ابن حبان ج5ص596 : 2217 واسنادہ قوی]

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے اور بغیر کسی ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلے

مردوزن کا اختلاط حرام:

آج کل 'حقوقِ نسواں' کے تحفظ کے دعویدار گمراہ کن پروپیگنڈہ کرتے ہوئے یہ دعوت دے رہے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ چلنا چاہیے اور کسی بھی میدان میں انھیں مردوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ حالانکہ یہ دعوت عورتوں کو بربادی کی طرف دھکیلنے کے برابر ہے، کیونکہ اس کے پیچھے دعویداروں کا مقصد عورتوں کی ترقی نہیں بلکہ ان کا اصل مقصد شرم و حیا کا خون کرنا ہے۔ تاکہ جو شخص جب چاہے، جہاں چاہے اور جسے چاہے اپنے دام فریب میں گرفتار کرکے اس کی عزت کو تار تار کردے۔ جیسا کہ آج کل بصد افسوس ہو رہا ہے!

ہماری بہنوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مردوں کے لئے سب سے خطرناک فتنہ قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

" جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

اس وجہ سے! عورتوں کا مردوں سے اختلاط مرد وزن دونوں کے لئے باعثِ فتنہ ہے اور اس سے دونوں کا دین دایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے جو مرد وزن کے اختلاط کی طرف لے جاتے ہیں۔ مثلاً:

1۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے غیر محرم مرد کے ساتھ پست اور نرم آواز میں بات کرنے سے منع فرما دیا ہے تاکہ کوئی مریض دل والا اس کے متعلق شک و شبہ کا اظہار نہ کرے۔ (سورۃ الأحزاب: آیت 32)

لہذا جب نرم لب و لہجے میں بات تک کرنے کی اجازت نہیں ہے تو مرد وزن کے اختلاط کو کیسے درست قرار دیا جاسکتا ہے؟

2۔ اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں کو اجنبی عورتوں سے اپنی نظروں کو جھکانے کا اور اسی طرح مومنہ عورتوں کو بھی اجنبی مردوں سے اپنی نظروں کو جھکانے کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ النور: آیات 30،31)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا قرار دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

" آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے۔ اور زبان کا زنا بات چیت کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے۔" [متفق علیہ]

لہذا جب غیر محرم مرد و عورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا حرام ہے تو ان کی آپس میں میل ملاقات اور گھومنا پھرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

3۔جو خواتین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتیں اور وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹنے لگتیں تو انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا کرتے تھے کہ :

اِسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ (وَسَطَهَا)، عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيقِ.فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا

" تم پیچھے ہٹ جاؤ، کیونکہ تمھارے لئے جائز نہیں کہ تم راستے کے عین درمیان میں چلو، تم پر لازم ہے کہ تم راستے کے کناروں پر چلو ۔اس پر وہ خواتین دیوار کے ساتھ چمٹ کر چلتی تھیں حتیٰ کہ ان کی چادریں (جن سے انھوں نے پردہ کیا ہوتا) دیواروں سے اٹک جاتی تھیں۔" [ابوداؤد:5272 وصححہ الشیخ الألبانی فی الصحیحۃ:856]

تو آپ اندازہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز کی ادائیگی کے بعد گھروں کو واپس لوٹنے والی عورتوں کو مردوں کے راستے سے دور رہنے کی تلقین فرمائی تو عام طور پر مرد و عورت کا اختلاط کیسے درست ہو سکتا ہے؟

4۔حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم (غیر محرم) عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرو۔ تو ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ اَلْحَمُو (یعنی خاوند کے بھائی 'دیور') کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'دیور' موت ہے۔" [بخاری: النکاح باب لایخلون رجل بامرأۃ، 5232، مسلم: الأدب، 2083]

اس حدیث میں ذرا غور کریں کہ جب دیور (خاوند کا بھائی) اپنی بھابھی کے لئے موت ہے تو عام مرد و عورت کا آپس میں اختلاط کتنا خطرناک ہو سکتا ہے۔

5۔حضرت ابن عباس 5 سے روایت ہے کہ رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلاَ تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلاَّ مَعَ ذِي مَحْرَمٍ

کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ ہرگز خلوت میں نہ جائے، ہاں اگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو تو ٹھیک ہے۔اور اسی طرح کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! میری بیوی حج کے لئے روانہ ہو گئی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لئے لکھ لیا گیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

[بخاری: الحج، باب حج النساء، 2826، مسلم: الحج، 1341]

مذکورہ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ مرد وزن کا اختلاط قطعاً جائز نہیں ہے۔ لہذا مسلمان خواتین کو مغرب زدہ لوگوں کے فریب میں نہیں آنا چاہیے اور قرآن و حدیث کے ان واضح دلائل کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینا چاہیے۔

بے پردگی حرام ہے:

بناؤ سنگھار کر کے اور بے پردہ ہو کر گھروں سے نکلنا خواتین پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کو اپنے گھروں کے اندر ٹھہرے رہنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ...﴾[الأحزاب:33]

" اور قدیم زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کا اظہار مت کرو۔"

یعنی اگر تمھیں کسی ضرورت کے پیش نظر گھروں سے باہر نکلنا پڑے تو اس طرح مت نکلو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کی عورتیں بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتے ہوئے نکلتی تھیں۔ بلکہ خوشبو لگائے بغیر اور مکمل باپردہ ہو کر گھروں سے باہر جایا کرو۔ اس آیت میں تبرج سے منع کیا گیا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ:

1۔ عورت بے پردہ ہو کر غیر محرم مردوں کے سامنے نہ آئے۔

2۔اور نیم عریاں لباس پہنے ہوئے اپنی زینت یا اعضاء زینت میں سے کسی عضو کو ان کے سامنے ظاہر نہ کرے۔

3۔اور مٹک مٹک کر نہ چلے جس سے مردوں کی جنسی خواہش بھڑک اٹھے۔

4۔اور وہ غیر محرم مردوں سے نرم اور پست آواز میں گفتگو نہ کرے جس سے ان کے دلوں میں برے خیالات پیدا ہوں۔

5۔اور وہ غیر محرم مردوں سے مصافحہ نہ کرے اور ان کے ساتھ اختلاط سے پرہیز کرے۔

یہ تمام صورتیں اس تبرج میں شامل ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ایمان والی خواتین کو منع کر دیا ہے اور اسے جاہلیت کے اعمال میں سے ایک عمل قرار دیا ہے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللاَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ...} [النور:60]

اور وہ بوڑھی عورتیں جنھیں نکاح کی خواہش نہ رہی ہو، ان کے لئے گناہ کی بات نہیں کہ وہ اپنی اوڑھنی یا برقعہ وغیرہ اتار دیں، بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھریں اور اس سے بھی پرہیز کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمر رسیدہ خواتین کو غیر محرم مردوں کے سامنے اوڑھنی یا برقعہ وغیرہ اتارنے کی اجازت دی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کا بناؤ سنگھار ظاہر نہ ہو۔اس سے ثابت ہوا کہ اگر ان کا بناؤ سنگھار ظاہر ہوتا ہو تو انہیں بھی چادر یا برقعہ وغیرہ اتارنے کی اجازت نہیں ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے فوراً بعد یہ فرمایا ہے کہ اگر وہ اس سے بھی پرہیز کریں یعنی برقعہ وغیرہ نہ اتاریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔لہذا جب عمر رسیدہ خواتین کو بناؤ سنگھار کے اظہار کی اجازت نہیں اور ان کے لئے برقعہ پہننا بہتر ہے تو جوان عورتوں کو اس کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ خوشبو سے معطر ہو کر اور مکمل میک اپ کئے ہوئے بغیر پردہ کے پھرتی رہیں۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بناؤ سنگھار کو ظاہر کرنے والی خواتین کو درج ذیل الفاظ میں سخت وعید سنائی ہے:

دو قسم کے جہنمیوں کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دموں کی مانند کوڑے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو ہانکیں گے اور دوسری وہ خواتین ہیں جو ایسا لباس پہنیں گی کہ گویا برہنہ ہوں گی۔لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف لبھانے والی اور تکبر سے مٹک کر چلنے والی ہوں گی۔ان کے سر اونٹوں کی کہانوں کی مانند ایک طرف جھکے ہوں گے۔ایسی عورتیں جنت میں داخل

نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو تو بہت دور سے محسوس کی جائے گی۔[
مسلم: الجنة باب النار یدخلہا الجبارون: 2128]

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ [ابو داؤد : الترجل باب فی طيب المرأة، 4167، الترمذی : الإستئذان باب ما جاء فی كراهية خروج المرأة متعطرة، 2937، النسائی: الزينة باب ما يكره للنساء من الطيب،5126]

جو عورت خوشبو لگا کر کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو کو محسوس کر سکیں تو وہ بدکار عورت ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتے ہوئے بے پردہ ہو کر گھروں سے باہر نکلنا کبیرہ گناہ ہے۔

پردہ کرنا فرض ہے:

خواتینِ اسلام پر اپنے پورے جسم کا پردہ کرنا فرض ہے۔ ہم درج ذیل سطور میں قرآن وحدیث سے پردے کی فرضیت کے دلائل ذکر کریں گے تاکہ اس موضوع پر کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے۔ یاد رہے کہ مغرب زدہ لوگ پردے کو رجعت پسندی قرار دیتے ہیں اور ان کا دعوی یہ ہے کہ پردہ اسلام کے اوائل میں تو درست تھا اب یہ قابلِ عمل نہیں رہا۔ حالانکہ تمام ائمہ دین، علماء کرام اور مجتہدین امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن وسنت کے احکامات تا قیامت باقی ہیں اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بھی قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے اور اس میں کوئی رد وبدل نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ پردے کی فرضیت کا حکم نازل ہونے کے بعد تمام خواتینِ اسلام نے اس حکم کی پابندی کی، چنانچہ وہ بلا ضرورت گھروں سے باہر نہیں نکلتی تھیں اور جب کسی ضرورت کے پیش نظر گھر سے باہر جاتیں تو مکمل باپردہ ہو کر جاتیں۔ پھر مسلمان خواتین کا یہ عمل صحابۂ کرامؓ کے دور میں اور پھر تابعینؒ کے عہد میں بھی جاری رہا۔ اور یہی وہ زمانے ہیں جن کے بہترین زمانہ ہونے کی شہادت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ پھر اس کے بعد بھی یہ مبارک عمل کبھی منقطع نہیں ہوا حتی کہ چودھویں صدی ہجری میں جب خلافتِ اسلامیہ کا خاتمہ ہوا اور امتِ مسلمہ بصد افسوس چھوٹے چھوٹے ملکوں میں منقسم ہوگئی اور مغربی افکار کی نشر و اشاعت کا آغاز ہوا تو اکثر مسلمان خواتین نے پردے کو خیر باد کہہ دیا۔ اور آہستہ آہستہ بیشتر اسلامی ممالک میں بے حیائی اور عریانی نے حیا اور غیرت کی جگہ لے لی۔ سو پردہ دورِ حاضر کے علماء کی اختراع نہیں بلکہ یہ اسلام کی بہترین صدیوں میں بھی تھا اور اس کے بعد بھی کئی صدیوں تک جاری رہا۔ اس لئے اسے رجعت پسندی یا دقیانوسیت قرار دینا ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے جس کا ازالہ کرنا از حد ضروری ہے۔

خواتینِ اسلام! اب آپ فرضیتِ پردہ کے متعلق واضح دلائل ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو کہ پردہ قرآن و حدیث سے ایک ثابت شدہ حکم ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتینِ اسلام کو اس کا پابند کیا ہے اور یہی پاکباز خواتین کا شیوہ اور طرزِ عمل رہا ہے۔

* فرمانِ الٰہی ہے:

{وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ } [الاحزاب : 53]

اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی ہے۔

یہ آیت آیۃ الحجاب (پردے کی آیت) کے نام سے معروف ہے، کیونکہ پردے کی فرضیت کے متعلق یہ پہلی آیت تھی۔ اور یہ ماہِ ذوالقعدہ پانچ ہجری میں نازل ہوئی اور اس کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، تو کاش آپ امہات المؤمنین کو پردہ کرنے کا حکم دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ [بخاری:4790]

یہ آیت اگرچہ امہات المؤمنینؓ کے بارے میں نازل ہوئی، لیکن اس میں پردے کا حکم تمام خواتینِ اسلام کے لئے تھا اور اب تک ہے اور اسی طرح رہے گا۔ کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو پردہ کرنے کا حکم دیا وہاں تمام صحابۂ کرامؓ نے بھی اپنی خواتین کو اس پر عمل درآمد کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر پردہ کرنے کی جو حکمت اس آیت میں ذکر گئی ہے کہ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی ہے، یہی حکمت اس بات کی دلیل ہے کہ آیت میں پردہ کرنے کا حکم عام ہے اور اس میں تمام خواتینِ اسلام شامل ہیں۔ کیونکہ جب پردہ کرنے سے امہات المؤمنینؓ جیسی پاکباز خواتین کے دل پاکیزہ رہیں گے تو باقی خواتین کے لئے تو اس پر عمل کرنا اور بھی ضروری ہوگا تاکہ ان کے دلوں میں بھی پاکیزگی آئے۔

* فرمانِ الٰہی ہے:

{ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ }

" اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکالیا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا۔" [الاحزاب:59]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ اور آپؐ کی صاحبزادیوں سمیت تمام خواتین اسلام کو حکم دیا ہے کہ وہ ایک بڑی چادر کے ذریعے سر سے لیکر پاؤں تک مکمل پردہ کیا کریں۔ اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس سے ان کی پہچان ہو جائے گی کہ یہ شریف گھرانوں کی با عزت اور با حیا خواتین ہیں اس لئے کوئی شخص انھیں ستانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ پردہ کرنا شرافت اور حیا کی علامت ہے اور اس کے برعکس بے پردگی بے حیائی کی علامت ہے۔

اور اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ چہرہ سمیت پورے جسم کا پردہ کرنا فرض ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں (جلباب) اس کھلی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا جسم ڈھک جائے اور بالکل یہی معنی امہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ نے بھی اس آیت سے اخذ کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی خواتین گھونگٹ بنائے ہوئے گھروں سے اس طرح نکلتی تھیں کہ گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں اور انھوں نے سیاہ رنگ کی چادریں اوڑھ رکھی ہوتی تھیں۔ [مصنف عبد الرزاق]

اور حضرت عائشہؓ کہا کرتی تھیں:

" اللہ تعالیٰ انصاری خواتین پر رحم فرمائے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو انھوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر ان سے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یوں با وقار انداز میں نماز پڑھتیں کہ جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔ " [ابن مردویہ]

نیز اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ پردہ کرنے کا حکم تمام خواتین اسلام کے لئے ہے نہ کہ صرف امہات المؤمنینؓ کیلئے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ جہاں اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو پردہ کرنے کا حکم دیں وہاں دیگر مومنوں کی تمام خواتین کو بھی اس کا حکم دیں۔

* فرمان الٰہی ہے:

{وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلاَّ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلاَّ لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ أُوْلِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلاَ يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ} [النور : 31]

ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عزت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنا بناؤ سنگھار کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا ایسے نوکروں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہ ہوں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔

مذکورہ آیت میں کئی باتیں انتہائی قابلِ توجہ ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والی خواتین کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی عزت کی حفاظت کریں اور یہ بغیر پردے کے ممکن نہیں۔ کیونکہ جب پردہ نہیں ہوگا تو مرد بے پردہ عورت کی طرف متوجہ ہوں گے، نظریں ملیں گی اور پھر انجام عورت کی بے عزتی ہوگا۔ سو پردہ کرنے سے عزت کا تحفظ ہوتا ہے اور بے پردگی سے ایسا نہیں ہو سکتا۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی زینت (بناؤ سنگھار) کو ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے، سوائے اس زینت کے جو مجبوراً یا خود بخود ظاہر ہو جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پردہ کرنا عورت پر فرض ہے کیونکہ بغیر پردہ کے زینت کو چھپانا ممکن نہیں۔ اور اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ زیب و زینت کا سب سے بڑا مظہر چہرہ ہے، لہذا اسے چھپانا لازم ہے۔

3۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ خواتین اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔ یعنی اپنا سر، چہرہ، گردن اور سینہ اچھی طرح سے چھپا کر رکھیں۔ اور حضرت عائشہؓ کہا کرتی تھیں:

> اللہ تعالیٰ اولیں مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو انھوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر اپنے چہروں کو چھپا لیا۔ [بخاری: تفسیر القرآن باب قولہ ولیضربن بخمرهن: 4758]

ابن ابی حاتم نے حضرت صفیہؓ سے روایت کیا ہے، وہ کہتی ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ کے سامنے قریشی خواتین کی فضیلت کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگیں: ہاں ٹھیک ہے! قریشی خواتین فضیلت والی ہیں لیکن میں نے انصاری خواتین سے زیادہ افضل خواتین نہیں دیکھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی سب سے زیادہ تصدیق کرنے والی اور اس پر سب سے زیادہ مضبوط ایمان والی ہیں۔ چنانچہ جب سورۃ النور میں یہ حکم نازل ہوا کہ { وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ } یعنی وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں، تو ان کے

مردوں نے انہیں یہ حکم پڑھ کر سنایا، اس پر وہ صبح کے وقت جب نماز پڑھنے کے لیئے گئیں تو اپنی چادروں کے ساتھ یوں گھونگٹ بنا کر گئیں کہ جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔" [فتح الباری]

اس سے معلوم ہوا کہ ان خواتین اسلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو فوراً عملی جامہ پہنایا اور اس کی تعمیل میں کسی حیل و حجت سے کام نہ لیا۔ اور دراصل یہی جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری آج بھی امتِ مسلمہ کی خواتین سے مطلوب ہے۔ کاش کوئی ہو جو ایسا کر کے دکھائے

4۔ نیز اللہ تعالیٰ نے خواتین کو زور زور سے پاؤں مار کر چلنے سے بھی منع فرمایا ہے تا کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے خوبصورت لباس کو ظاہر کرنا اور زیورات پہن کر اور اسی طرح میک اپ وغیرہ کر کے اپنے حسن کی نمائش کرنا اور غیر محرم مردوں کو دعوتِ نظارہ دینا، یہ سب عورتوں پر حرام ہے۔

فرضیتِ پردہ کی چوتھی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں:

ہم رسول اللہ کے ساتھ حالتِ احرام میں تھیں، جب مرد ہمارے سامنے آتے تو ہم میں سے ہر خاتون اپنی کھلی چادر کو اپنے سر سے چہرے پر لٹکا لیا کرتی تھی اور جب وہ گزر جاتے تو ہم اپنا چہرہ ننگا کر لیتیں۔" [احمد، ابو داوٗد، ابن ماجہ، الدار قطنی، البیھقی]

اس حدیث میں پردے کی فرضیت کا واضح ثبوت موجود ہے کیونکہ پردہ فرض تھا تو تبھی تو وہ پاکباز خواتین حالتِ احرام میں بھی غیر محرم مردوں کے سامنے آنے پر اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتی تھیں۔ اور اس سے اس بات کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب احرام کی حالت میں وہ اس قدر پردے کی پابندی کرتی تھیں تو اس کے علاوہ باقی ایام میں وہ کس قدر اس کی پابندی کرتی ہوں گی۔

نیز اس میں اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا لازمی امر ہے، کیونکہ جب احرام کی حالت میں غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ ننگا رکھنے کی اجازت نہیں تو کسی اور حالت میں چہرے کو ننگا رکھنا کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ایسا تو محض امہات المؤمنینؓ ہی کرتی تھیں جنھیں پردہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ باقی صحابیاتؓ بھی اسی طرح ہی کیا کرتی تھیں۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں:

"ہم (غیر محرم) مردوں سے اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتی تھیں۔" [ابن خزیمہ، الحاکم: صحیح علی شرط الشیخین]

واقعہ افک میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا:

"اور صفوان پردے کا حکم نازل ہونے سے قبل مجھے دیکھا کرتا تھا، اس نے جب مجھے پہچانا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگا۔ اس پر میں بیدار ہو گئی اور میں نے فوراً اپنی چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔" [بخاری و مسلم]

اور حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ:

" مومنہ عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کرتی تھیں۔ پھر نماز ختم ہونے کے بعد اپنے گھروں کو واپس پلٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انھیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔" [بخاری و مسلم]

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ پردہ کرنا تمام خواتینِ اسلام پر فرض ہے اور یہی اوائل اسلام سے پاکباز خواتین کا شیوہ رہا ہے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خواتین کو عید گاہ میں آنے کا حکم دیا تو بعض عورتوں نے کہا: ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اس کی بہن چادر پہنائے۔[بخاری و مسلم]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عہدِ نبوت کی تمام خواتین اپنے چہروں سمیت پورے جسم کا پردہ کرتی تھیں اور یہ بھی کہ کسی خاتون کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر پردہ کے گھر سے باہر نکلے کیونکہ اگر بغیر پردہ کے گھر سے نکلنا جائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کم از کم ان خواتین کو ضرور اجازت دے دیتے جن کے پاس پردہ کرنے کے لئے چادریں نہیں ہوتی تھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم کہ جس خاتون کے پاس چادر نہ ہو اسے اس کی بہن چادر پہنائے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر پردہ کے گھر سے نکلنا عورت پر حرام ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو شخص اپنے کپڑے تکبر کے ساتھ گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف دیکھنا تک گوارا نہیں کرے گا۔ یہ سن کر حضرت ام سلمہؓ نے کہا: تو عورتیں اپنی چادروں کے کناروں کا کیا کریں؟ (یعنی وہ انہیں کہاں تک لٹکا سکتی ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بالشت تک لٹکا لیا کریں، تو ام سلمہؓ نے کہا: تب تو پیر ننگے ہو جائیں گے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک ہاتھ تک انھیں لٹکا لیا کریں، اس سے زیادہ نہیں۔"[احمد، وأصحاب السنن، قال الترمذی: حسن صحیح]

اس حدیث میں ذرا غور فرمائیں کہ اس وقت کی پاکباز خواتین کس قدر پورے جسم کے پردے کا خیال کرتی تھیں کہ انھیں اپنے پاؤں تک کو ننگا کرنا گوارا نہ تھا۔ جبکہ اس دور کی خواتین پاؤں تو کیا، پنڈلیوں بلکہ گھٹنوں تک اپنی ٹانگیں ننگی کر کے پھرتی رہتی ہیں اور انھیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ارتکاب کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان عورتوں کو ہدایت دے اور ان اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین ثم آمین)